رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۱۶۶)

شرح چندہ
سالانہ ...... ے
ششماہی ...... ؁
سہ ماہی ...... عہ

قیمت فی پرچہ (۲)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

# مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر (۱)

شرح چندہ
سالانہ ...... ے
ششماہی ...... ؁
سہ ماہی ...... عہ

قیمت پرانا پرچہ (۴)

جلد ۳ | ۵ آبان ۱۳۵۲ ف | ۱۰ رمضان ۱۳۶۲ھ | ۱۱ ستمبر ۱۹۴۳ء شنبہ | نمبر ۲۳

# ہندوستان کا مسئلہ "برف دان" میں

## تنقید اور احتجاج

برطانوی وزیر اطلاعات مسٹر برنڈن بریکن کے اس بیان نے ـــــ جو کچھ کہ سے جاری ہوا ہے اور جو بظاہر تند معلوم ہوتا ہے ـــــ ہندوستان کی سیاسی دنیا کو حیرت میں ڈال دیا کہ ہندوستان کا سیاسی مسئلہ دوران جنگ کے لئے برف دان میں رکھ دیا گیا ہے۔ اس بیان نے تنقید و تبصرے کا ایک سلسلہ جاری کر دیا ہے۔

اس واقعہ کے باوجود کہ مرکزی مقننہ میں ماسٹر کی وداعی تقریر نے ہندوستان کے سیاسی اور دستوری مسئلہ کے مستقبل قریب میں کسی بنیادی تبدیلی کی نسبت بہت کم امید پیدا کی تھی پھر بھی ہندوستان کی رائے عامہ یہ باور کرتی تھی کہ جدید وائسرائے کی آمد پالیسی میں کچھ نہ کچھ تغیر کا باعث ہوگی۔ برطانوی وزیر اطلاعات کا انکی امیدوں پر پانی پھیر دینا ہر طرف مایوسی اور احتجاج کا باعث ہو رہا ہے۔

### ایک تغیر!

پالیسی کے تغیر سے متعلق ہندوستانیوں کا توقع کچھ لارڈ ویول کی اس منطقی یقین آفرینی پر مبنی تھی کہ دوران جنگ میں سیاسی تغیرات میں کوئی امر مانع نہیں اور کچھ ان مباحث پر مبنی تھی جو کچھ عرصہ سے ہو رہے تھے۔ کیونکہ جب سے جو مشترکہ بیان جاری ہوا اس کے اس جملہ پر کہ "ان سیاسی مسائل کی نسبت بھی سمجھوتہ ہو گیا جو قومی کارروائیوں میں مضمر ہیں یا ان سے پیدا ہوتے ہیں"۔ اکثر ہندوستانی جرائد نے اظہار طمانیت کیا۔ پریسیڈنٹ روزولٹ کا یہ بیان بھی اطمینان پیدا کرنے کا باعث ہوا تھا کہ "محض فوجیں مہاجنگ نہیں جیت سکتیں۔ عوام کی تائید بھی اسی طرح ضروری ہے"۔ یہ خیال کیا جا رہا تھا کہ یہ بیانات ہندوستان کی صورت حال سے تعلق رکھتے ہیں۔

شاید ہندوستانی مبصرین نے ان بیانات سے بہت زیادہ نتائج اخذ کئے۔ ہندوستانیوں کی توقعات جو بعض ان افواہوں سے متعلق ہیں کہ لارڈ لنلتھگو کے بعد جب وائسرائے بنائے گئے جب تک کے زمانہ میں مسٹر گاندھی سے ملیں گے۔ ان افواہوں کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ لوگ ایسا خیال کر رہے تھے۔ سیاسی رائے عامہ کا آئینہ دار ہے۔

### لندن کی ایک اطلاع

بعض لوگوں نے لندن کی اس اطلاع کو باور کیا کہ مسٹر اسٹاندرو کرپس نے بارہ ہندوستان آئیں گے۔ اس سلسلہ میں مسٹر راجگوپال چاری کی اس تجویز کو برطانیہ کے ذی اثر حلقوں میں پسند کیا گیا کہ مسٹر اسٹاندرو کرپس دوبارہ گفت و شنید کا آغاز کریں۔ نئی دہلی میں یہ خبر تقسیم ہوئی ہے کہ لارڈ ویول جارہے تھے جب بعض نئی تجاویز پیش کرنے والے ہیں۔ مثلاً یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ وہ کانگریس کی مجلس عاملہ کو صورت حال پر غور کرنے اور ۸ اگست ۱۹۴۲ء کی قرارداد کو منسوخ کرنے کا موقع دیں گے۔ کہا جاتا ہے کہ گفت و شنید کی بنیاد کرپس کی تجاویز کو قرار دیا جائیگا جن میں موجودہ صورت حال کے لحاظ سے ترمیمات عمل میں لائی جائیں گی۔ مگر یہ گفت و شنید اس امر پر مبنی ہوگی کہ ہندوستان کی تمام سیاسی جماعتیں مساعی جنگ کو تقویت پہنچانے اور ہندوستان کے محاذ کو ممکنہ طریقوں سے مستحکم کرنے کا وعدہ کریں۔

ممکن ہے کہ یہ ساری باتیں قیاس آرائی سے زیادہ حیثیت نہ رکھتی ہوں۔ تاہم اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان افواہوں میں ہندوستانیوں کا یہ تاثر اور ایقان منعکس ہو رہا ہے کہ ہندوستان کو قومی اقدام کا مرکز بنانے سے پہلے ایک سمجھوتہ ضروری ہے۔ اب جبکہ کیوبک کے مباحث سے ظاہر ہو رہا ہے کہ مشرق بعید کی مہم قریب آرہی ہے یہ احساس زیادہ قوی ہوتا جا رہا ہے۔ ہندوستان کے قومی جرائد بحث کر رہے ہیں کہ موجودہ حالات کا برقرار رہنا اس مہم کی کامیابی میں مدد نہیں دے سکتا۔

### متبادل تجاویز

مسٹر راجگوپال چاری جو ہمیشہ رجائی رہتے ہیں اور فی الفور قومی حکومت قائم کرنے کے خیال کا اب تک پرچار کرتے رہے ہیں کہتے ہیں کہ "جو چیز برف دان میں رکھ دی گئی وہ سیاسی مناقشہ نہیں بلکہ جنگ کا ایک اہم ہتھیار ہے" اس سے مراد مشرق بعید کے محاذ کے پیچھے ہندوستان کے پرجوش مساعی جنگ ہے۔ دوسرے لوگوں کا ادعا ہے کہ ہندوستان کو ذہن روپیہ اور آدمیوں پر تقابل ہو تا ہے۔ موجودہ جنگ میں دے رہا ہے۔

ہندوستان کے عوام جو چیز جاننے کے لئے بے چین ہیں وہ یہ ہے کہ آیا برطانوی وزیر اطلاعات کا یہ بیان برطانوی کابینہ جنگ کی ہندوستان سے متعلق پالیسی کو منعکس کرتا ہے؟ کرپس کی گفت و شنید کے منقطع ہونے کے بعد مسٹر امیری نے کہا تھا کہ اگرچہ کرپس کی تجاویز واپس لے لی گئی ہیں لیکن ان کی روح تو کانگریس نے قبول کیا اور نہ مسلم لیگ نے تاہم حکومت برطانیہ متبادل تجاویز کا خیر مقدم کرے گی اگر وہ ہندوستانیوں کی جانب سے آئیں

بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۰ پر

# مملکت ہفتہ وار

جلد ۳ | ۵ آبان ۱۳۵۲ف | نمبر (۲۲)


## چند داخلی مسائل

### نواب علی یاور جنگ بہادر توجہ فرمائیں

دو ہفتے قبل ہم نے توقعات کے عنوان سے نظم و نسق کی حالیہ تبدیلیوں پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہوئے بعض امور کا اجمالی طور پر ذکر کیا تھا۔ آج کی اشاعت میں ہم کسی قدر تفصیل کے ساتھ ان سررشتہ جات کے مسائل پر اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں جن کا تعلق سیاسی امور عامہ سے ہے کیونکہ امن و انصاف قائم رکھنے والے اہم سررشتے وہی ہیں جو نواب علی یاور جنگ بہادر کے تحت آگئے ہیں ——— کوتوالی اور عدالت۔

#### عدالت

نواب مرزا یار جنگ بہادر نے بحیثیت ناظم عدالت اس امر کی ضرورت محسوس کی تھی کہ سررشتہ عدالت کو بدعنوانیوں سے پاک کرنے کے لئے عہدہ داران عدالت و وکلاء اور دیگر معززین کی ایک کمیٹی مقرر کی جائے۔ چنانچہ کمیٹی مقرر ہوئی اور اس کی رپورٹ حکومت کے زیر غور ہے۔ جب کمیٹی کی سفارشات کا خلاصہ اخبارات میں شائع ہوا تو معلوم ہوا کہ اس کی سفارشات کے نتائج بہت اہم ہونے والے ہیں اور یہ حقیقت تھی کہ اس کی سفارشات کافی دور رس اور اثر آفرین ہیں۔ اب نواب علی یاور جنگ بہادر کے لئے تصفیہ طلب مسئلہ یہ ہے کہ سررشتہ عدالت کو بدعنوانیوں سے پاک کرنے کے لئے کونسی موثر تدابیر اختیار کی جائیں۔ عدالت العالیہ کے موجودہ صدر مجلس نواب عالم یار جنگ بہادر بھی اس مسئلہ سے خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ صدر مجلس صاحب عدالت العالیہ کے تعاون سے نواب علی یاور جنگ بہادر کا کام بہت آسان ہو سکتا ہے۔

#### کوتوالی

حیدرآباد کی کوتوالی کو سیاسی جرائم، شورشوں، ہنگاموں اور سازشوں سے ابھی سابقہ ہے۔ حیدرآباد کی پولیس زیادہ تر تقریری جرائم کی تفتیش اور انسداد میں مصروف رہی ہے۔ سیاسی نوعیت کی سرگرمیوں اور ان کے نکات و نتائج کو سمجھنے کے لئے اس کی ضرورت ہے کہ عہدہ داران کوتوالی میں سیاسی شعور کے حامل، سیاسی اصطلاحات سے واقف اور مختلف سیاسی مکتب خیال کے باہمی فرق و اختلاف کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہوں لیکن ہمارا خیال ہے کہ کوتوالی کے اکثر عہدہ دار ان اصطلاحات سے ناواقف ہیں۔ کبھی کبھی تجربہ ہوتا ہے کہ بعض عہدہ دار کوتوالی ایک ایسے ناول ہی کو جس کے عنوان میں لفظ سرخ موجود ہو اشتراکی لٹریچر تصور کرتے ہیں۔ بعض عہدہ دار ہر ایسی کتاب کو اشتراکی سمجھتے ہیں خواہ وہ ترکی سماج ہو یا مہاسبھائی۔ دوسرے الفاظ میں مختلف سیاسی مکاتب خیال کے باہمی فرق و امتیاز کو سمجھنے کی اکثر عہدہ داروں میں صلاحیت نہیں ہوتی۔ عہدہ داران کوتوالی کو یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ بانیاد تحریکات نہ صرف طریقے سے مدارس، مکتب، خانقاہ، عبادت گاہوں، شفاخانوں اور کیا کیا دوسرے ذریعوں سے چلائی جاتی ہیں۔ اس لاعلمی کا ایک نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعض وقت معصوم افراد پولیس کی توجہ کا مرکز بن جاتے ہیں۔ ان تمام مسائل سے یہ ضروری ہے کہ افسران کوتوالی کے لئے سیاسی تربیت ضروری قرار دی جائے۔ مہتمم سے لے کر انسپکٹر تک ہر عہدہ دار کو صحیح معلومات اور صحیح نقطہ نظر سے مسلح کر دیا جائے۔

#### جامعہ عثمانیہ

نواب علی یاور جنگ بہادر پر شاید یہ واضح کرنے کی ضرورت نہیں کہ جامعہ عثمانیہ کا نظم و نسق سر تا سر محتاج اصلاح ہے۔ اس امر سے کون انکار کر سکتا ہے کہ موجودہ نائب معین امیر جامعہ نہایت نیک نفس اور شریف انسان ہیں، قابل ریاضی داں ہیں اور ایک مخلص اور شفیق استاد بھی ہیں لیکن ان کے دور میں جامعہ کے نظم و نسق میں وہ اصلاح نہیں ہوئی جس کی توقع کی جا رہی تھی۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ جامعہ کے نظم و نسق کی بہتری پی، وی، سی کی انتظامی صلاحیتوں پر منحصر ہوتی ہے۔ ایک عرصے سے سنا جا رہا ہے کہ پی، وی، سی کے عہدے پر کسی موزوں شخص کا تقرر عمل میں آنے والا ہے۔ اس سے قبل ڈاکٹر رضی الدین صدیقی سے بعض نادان دوستوں نے ڈاکٹر صاحب کا اسم گرامی اس خدمت کے لئے پیش کیا تھا جو خود ڈاکٹر صاحب وطن ریاضی کی خوش قسمتی سے منظور نہ ہو سکا۔ ڈاکٹر رضی الدین ایک ریاضی داں کی حیثیت سے سرزمین دکن کے لئے ایک اعزاز ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کو ان کے خاص فن اور مشاغل علمی تحقیق کے لئے بچانے دو ہزار کے (جو پی، وی، سی کی تنخواہ ہوتی ہے) اگر تین ہزار بھی دئے جائیں تو ہم خوش ہوں گے کہ ایک حیدرآبادی ریاضی جیسے ادق مضمون میں مصروف تحقیق ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پی، وی، سی کون ہو۔ ہمارے ذہن میں اس وقت سید محمد اعظم صاحب سے زیادہ موزوں کوئی اور نام نہیں ہے۔ نظامت تعلیمات کے لئے سررشتہ کے کسی موزوں عہدہ دار کو منتخب کیا جا سکتا ہے۔ اگر نائب معین امیر جامعہ کی خدمت پر صحیح انتخاب ہو جائے تو باقی اصلاحات رفتہ رفتہ ہو سکتی ہیں۔

#### تعلیمات

سررشتہ تعلیمات کے مسائل میں سب سے اہم ذریعہ تعلیم کا مسئلہ ہے۔ حکومت حیدرآباد نے کافی غور و خوض کے بعد اور اپنی پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ تصفیہ کیا ہے کہ بجز تحتانی منزل کے باقی تمام منازل میں ذریعہ تعلیم ہندوستان کی قومی اور حیدرآباد کی مشترکہ زبان ہو۔ اس فیصلہ میں غور اور ترمیم کی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن چونکہ بعض معاملات میں حکومت نے نرمی برتی ہے اس لئے مخالفین اردو یہ سمجھ رہے ہیں کہ مزید شور و غوغا ممکن ہے حکومت کو اس کے مرحلہ مستقیم سے ہٹا دے۔ نواب علی یاور جنگ بہادر ملک کی بڑی خدمت کریں گے اگر وہ دنیا پر یہ واضح کر دیں کہ حیدرآباد کا تعلیمی مسلک اٹل ہے اور کوئی شورش یا سازش سررشتہ کو اس کے مقررہ جادے سے ہٹا نہیں سکتی۔ جب مخالفین اردو اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیں گے ہمیں یقین ہے کہ وہ بھی سعی لاحاصل سے باز آجائیں گے۔

جہاں ہم نے بارہا یہ عرض کیا ہے کہ ذریعہ تعلیم کے مسئلہ میں حکومت سرکار عالی کو اپنے موجودہ مسلک پر (جو ملکی قومیت اور مملکت آصفیہ کی سیاسی وحدت کے استحکام کے لئے ضروری ہے) ثابت قدمی سے قائم رہنا چاہئے وہاں اس امر کی بھی ضرورت محسوس کرتے ہیں کہ تلنگی، مرہٹی، کنڑی ادب کی تعلیم کا انتظام جملہ سرکاری اور امدادی مدارس وسطانیہ اور فوقانیہ میں کیا جائے اور ان زبانوں کے لئے یہ مضمون لازمی قرار دیا جائے جو ان زبانوں کو اپنی مادری زبان بیان کرتے ہیں اور باقی تمام مضامین میں ذریعہ تعلیم حسب اردو رہے۔ دوسرے الفاظ میں ہر وہ طالب علم جس کی مادری زبان اردو نہیں ہے ابتدائی تعلیم اپنی زبان میں حاصل کرے گا اور اعلیٰ ثانوی درجہ کی تکمیل تک اس کا اردو ذریعہ تعلیم ہوگی اور وہ اپنی مادری زبان بحیثیت زبان دوم کے پڑھتا رہے گا۔ اس تجویز پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ طالب علم پر تین زبانیں سیکھنے کا بار پڑے گا یعنی اردو، انگریزی اور مقامی زبان۔ لیکن یہ اعتراض کوئی وقعت نہیں رکھتا کیونکہ یہ تجویز انہی حضرات کی منشاء پوری کرتی ہے جو مقامی زبانوں کو ذریعہ تعلیم قرار دینے کے حامی ہیں۔ ان کا یہ اصرار رہا ہے کہ مقامی زبان ذریعہ تعلیم

اور زادہ وار اور انگریزی لازمی زبانیں قرار دی جائیں لیکن ملک سابقہ طریقہ پر ہی ہم نے دل سے واضح کر دیا ہے کہ مقامی زبانوں کو ذریعہ تعلیم قرار دینا اسی وقت ممکن ہو گا جبکہ حیدرآباد کا ایسا چار مختلف زبانوں میں چار جامعات کا بار برداشت کر سکے اور جب اہل ملک ٹھنڈے دل سے اس امر کا تصفیہ کر لیں کہ حیدرآباد ایک سیاسی وحدت کی حیثیت سے قائم رہے یا نہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ ریاست آصفی خاندان آصفی کی مرکزیت سے انحراف نہیں چاہتی اس لئے ہمارا یہ کہنا یقینی ہے کہ اگر دنیا کے تاروں کا خاتمہ ہو جائے اور چار جامعات کا قیام ممکن ہو جائے تب بھی ریاست آصفی ایک بادشاہ ایک پرچم اور ایک جامعہ کا نعرہ لگاتی رہے گی۔ اس لحاظ سے وسطانی اور فوقانی درجوں میں ذریعہ تعلیم کی تبدیلی کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا لیکن ملگی، مرہٹی اور کنڑی طبقے کے ثقافتی حقوق کے پیش نظر ان زبانوں کی تعلیم کا انتظام مدارس میں ممکن ہے تاکہ ترقی یا [illegible] ہونا چاہیے اس کو موقع مل رہا۔

ایک اور مسئلہ جو تصفیہ طلب رہ جاتا ہے وہ مذہبی تعلیم کا مسئلہ ہے۔ غیر مسلم رعایا کے اس مطالبہ کی ہم نے ہمیشہ تائید کی ہے کہ غیر مسلم طلبہ کے لئے بھی مذہبی تعلیم کا انتظام کیا جائے [illegible] سرکاری یا امدادی درسگاہوں کا وجود [illegible] جامعہ عثمانیہ کے کسی ہونہار جامعہ سے ناقابل فہم اور ناقابل برداشت ہے ہم آج تک یہ نہیں سمجھ سکے کہ سینئر کیمبرج کا نصاب حیدرآباد کے خاص حالات کے لحاظ سے کس طرح جامعہ عثمانیہ کے نصاب سے زیادہ موزوں ہے۔ ہر ملک کا نصاب تعلیم اس ملک کی سماجی، سیاسی، اور ذہنی ضروریات کی تکمیل کرتا ہے۔ کیمبرج کا نصاب یقیناً کیمبرج یا انگلستان اور [illegible] کا نصاب ہی حیدرآباد کے لئے مفید ہو سکتا ہے۔ اس مسئلہ میں دو رائے کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ سررشتہ تعلیمات کا دوسرا اہم مسئلہ نصاب کی ترتیب ہے۔ اس کو ایک ستم ظریفی سمجھنا چاہیے کہ حیدرآباد کا طالب علم دنیا بھر سے واقف کرایا جاتا ہے اور لاعلم رکھا جاتا ہے تو اپنے ہی وطن اور اس کے مسائل سے۔ تاریخ دکن بالخصوص تاریخ آصف جاہی جغرافیہ دکن اور معاشیات دکن وغیرہ ایسے مضامین ہیں جن سے ہمارا نصاب بالکل معرا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ نقص نہایت سنگین ہے۔ ہمیں نواب علی یاور جنگ بہادر کے دور معتمدی تعلیمات کی اہم اصلاحات کیا یہ چیز بھی شریک ہے کہ تعلیم کو حیدرآباد سے متعلق مذکورہ بالا مضامین کو وہ نمایاں جگہ ملے کے وہ مستحق ہیں۔

### امور مذہبی

اگرچہ امور مذہبی کا تعلق مولوی [illegible] احمد خان شریک معتمد سے ہو گیا ہے لیکن حکومت اور جنگ کے نزدیک بالآخر نواب علی یاور جنگ بہادر ہی ذمہ دار ہیں اس لئے سررشتہ امور مذہبی سے متعلق جو ایک اصلاح کی جانب نواب صاحب کو توجہ کرانا ضروری سمجھتے ہیں۔ امید ہے کہ [illegible] گا۔

نواب صاحب اچھی طرح واقف ہیں کہ تاجداران آصفی کی سلطنت میں ملک کی ہزارہا مسجدیں، مندر، گرجا، گرودوارے اور دیگر مذہبی عمارتیں کثیر نقدی اور زمینی معاشوں سے متمتع ہوتی چلی آرہی ہیں۔ اگر ان اوقات کی تنظیم ہو جائے تو کوئی تعجب نہیں کہ ان عمارتوں کے لئے وافر روپیہ مہیا ہو سکتا ہے۔ گزشتہ سال سے یہ کام جاری ہے لیکن اس کی رفتار بہت سست ہے۔ اس مسئلہ میں بھی حکومت کو بوقت ضرورت سختی برتنے پر آمادہ ہونا پڑے گا۔

یہ چند مسائل ہیں جو نواب علی یاور جنگ بہادر کے تازہ تقرر کے ضمن میں ہمارے ذہن میں پیدا ہوئے۔ نواب صاحب بہتر جانتے ہیں کہ ان میں سے کونسے مسائل کس رفتار سے سلجھائے جا سکتے ہیں۔ ہمیں اس کا پورا احساس ہے [illegible] کا عہدہ [illegible] کی شدید مشکلات اور مزاحمتوں کا مقابلہ کرنا ہو گا۔ نواب صاحب کی نیک نیتی اور ان کے عزم واثق سے ہمیں توقع ہے کہ وہ ان مراحل کو خوش اسلوبی سے طے فرما سکیں گے۔

آخر میں ہم جناب صاحب کی توجہ ایک ایسے مسئلہ کی جانب مرکوز کرانا چاہتے ہیں جو اصلاح نظم ونسق کی جان ہے۔ اور یہ مسئلہ انسداد رشوت ستانی کا ہے۔ حکومت کی خوش قسمتی ہے کہ ایسی اصلاح کا عملی اقدام نواب صاحب کے دور معتمدی میں ہو رہا ہے۔ ہم نے معتبر ذرائع سے سنا ہے کہ خان بہادر محمد مظہر صاحب جو اس کام کے لئے مقرر کئے گئے ہیں نہایت متدین، فرض شناس اور رشوت ستانی کے دشمن عہدہ دار ہیں۔ ان کی خوبیوں کا اندازہ اس واقعہ سے بھی ہو سکتا ہے کہ خان بہادر صاحب مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم کے برادر حقیقی ہیں۔ خان بہادر نے محض اپنی دیانت اور اعلیٰ دماغی صلاحیتوں کی وجہ سے [illegible] عہدہ میں بہت نیک نامی حاصل کی ہے۔ ضرورت ہے کہ [illegible] عہدہ دار اور پبلک ہر دو خان بہادر کے ساتھ پورا تعاون عمل کریں۔ خان بہادر کے مشن کو کامیاب بنانے کے لئے مقامی عہدہ داران کو قولی کا تعاون عمل نہایت ضروری ہے۔

## یہ تعویق کب تک؟

بلدیہ کے انتظامی اور مالی مسائل کی تحقیقات کے لئے جو کمیٹی مقرر کی گئی تھی اس کی نسبت ایک مقامی روزنامہ نے یہ اطلاع شائع کی تھی کہ مجلس بلدیہ کی مسودہ کمیٹی نے ایک متفقہ قرارداد کا مسودہ تیار کر لیا ہے مگر گزشتہ ہفتہ معتمد صاحب مجلس بلدیہ نے اس خبر کی تردید کر دی اور واضح کر دیا کہ اب تک کوئی متفقہ قرارداد مرتب نہ ہو سکی۔ اس خبر کے ساتھ جب ہم مجلس بلدیہ کے ان اجلاسوں کی روئیداد کا بغور مطالعہ کرتے ہیں جو تحقیقاتی کمیٹی سے متعلق منعقد ہوئے تھے تو ہمارا گمان اس یقین سے بدل جاتا ہے کہ ارکان بلدیہ تحقیقات میں ہر قسم کی مزاحمت پیدا کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

ہم نے بارہا حکومت کو اس امر کی جانب متوجہ کیا ہے کہ گزشتہ چند سال سے مجلس بلدیہ ایک ایسی کشمکش اور ہنگامہ آرائی میں مبتلا ہے جس سے مقامی حکومت خود اختیاری کا نصب العین فوت ہو رہا ہے۔ ہم نے تفصیل کے ساتھ ان اسباب پر روشنی ڈالی ہے جو اس ہنگامہ آرائی کا باعث ہو رہے ہیں۔ ہم نے یہ واضح کیا ہے کہ اس ابتری کی ایک بڑی وجہ وہ اسقام ہیں جو موجودہ قانون بلدیہ میں پائے جاتے ہیں۔ صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے ہم نے اپنی ایک گزشتہ اشاعت میں یہ تجویز پیش کی تھی کہ:-

"ہماری قطعی رائے ہے کہ شہریوں کے مفاد کے مدنظر موجودہ مجلس بلدیہ جس کے ارکان سات سال سے مسلسل قابض چلے آرہے ہیں فوراً برخاست کر دی جائے اور بلدیہ کے نظم ونسق اور آمدنی وخرچ کی تحقیقات کے لئے حکومت کی جانب سے ایک کمیشن مقرر کیا جائے جس کا یہ فرض ہو کہ نظم ونسق کی اصلاح اور محاصل کو ٹھیک کرنے سے متعلق تجاویز مرتب کرے اور اس اثناء میں جدید قانون بلدیہ جو زیر ترمیم ہے نافذ کیا جائے اور معاوضاتی بنیاد پر انتخابات عمل میں لائے جائیں۔ اگر ایسا نہیں کیا گیا تو بلدیہ کی اصلاح کی کوئی صورت نظر نہیں آتی کیونکہ موجودہ قانون بلدیہ کے تحت ہر رکن اپنے آپ کو مقتدر اعلیٰ سمجھتا ہے اور غیر ذمہ دار بھی اور اسی کا نتیجہ ہے کہ مجلس بلدیہ کا اجلاس اکثر وبیشتر ہنگامہ آرائیوں کی آماجگاہ بنا رہتا ہے۔ ایک دوسری چیز جو مجلس بلدیہ میں ہنگامہ آرائی کا باعث ہو رہی ہے وہ بعض اراکین کی فرقہ وارانہ ذہنیت ہے۔ اس کا ازالہ جدید قانون بلدیہ سے ہو سکے گا کیونکہ یہ معاوضاتی بنیاد پر مرتب ہو رہا ہے اور اس میں طریقہ انتخاب اور ہندو مسلم ارکان کا تناسب مجلس بلدیہ کے لئے بھی وہی رکھا جائے گا جو مجلس مقننہ کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔"

آج بھی ہم اپنی اس رائے پر قائم ہیں۔ [illegible] موجودہ مجلس از روئے قانون خود بخود برخاست ہونے والی ہے اور حکومت کی جانب سے اس کی توسیع عمل میں آنے والی ہے۔ ہم حکومت سے پھر ایک بار یہ عرض کریں گے کہ موجودہ مجلس کو مزید توسیع نہ دی جائے اور جدید قانون کے نفاذ عمل آنے تک بلدیہ کا انتظام ایک کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ سنا جا رہا ہے کہ بعض ارکان پس پردہ یہ کوشش کر رہے ہیں کہ موجودہ مجلس کی مزید توسیع عمل میں لائی جائے۔ ہمیں توقع ہے کہ ان کی کوششیں بار آور ثابت نہ ہوں گی۔

# مزدوروں کی حالت بہتر بنانے کی تدبیریں

## حیدرآباد کے کارخانہ داروں کے لئے اجازتیں اور رعایتیں

ممالک محروسہ سرکار عالی کے (۱۰۵۰) کارخانوں میں تقریباً (۵۰۰۰۰) مزدور کام کر رہے ہیں اور ان کے مفاد کا تحفظ کرنے کے لئے حکومت نے یہ لازمی قرار دیا ہے کہ اوقات کار فی ہفتہ (۶۰) گھنٹوں سے زیادہ نہ ہوں۔ (۱۲) سال سے کم عمر کے بچے کارخانوں میں کام نہ کریں اور (۱۲) سال سے زیادہ اور (۱۵) سال کی عمر والے لڑکے روزانہ (۶) گھنٹوں سے زیادہ یا کم از کم نصف گھنٹہ آرام لئے بغیر مسلسل (۵) گھنٹوں سے زیادہ کام نہ کریں۔ عورتوں اور بچوں کو ۵ بجے صبح سے قبل اور ۷ بجے شام کے بعد کام کرنے کی اجازت نہیں اور انہیں ایسے کاموں کے لئے بھی ملازم نہیں رکھا جا سکتا جو سیسے کے مرکبات یا خطرناک کیمیائی اشیاء کی تیاری سے متعلق ہیں۔

مزدوروں کے لئے معاوضوں [illegible] کے حقوق، اجرتوں کی ادائی اور صنعتی تنازعوں کے متعلق جو قوانین بنائے گئے ہیں ان سے مزدوروں کی حالت درست کرنے میں بہت کچھ مدد ملی ہے۔

مزدوروں کے مفاد کی نگرانی کے لئے ایک کل وقتی عمالی عہدہ دار کا تقرر کیا گیا ہے اور کارخانہ داروں کو بھی اس پر آمادہ کیا جا رہا ہے کہ وہ جہاں تک ممکن ہو مزدوروں کے لئے [illegible] مکانات بنوائیں اور ان کی بہتری کے کاموں پر توجہ کریں۔ چنانچہ متعدد کارخانوں میں شفاخانے اور مدرسے بھی موجود ہیں جن سے مزدور فائدہ اٹھاتے ہیں۔

[illegible] کے آخر میں ممالک محروسہ سرکار عالی میں ایک قانون کارخانہ جات نافذ کیا گیا جو حکومت ہند کے نافذہ قانون کارخانہ جات کے مماثل تھا۔ کارخانوں سے متعلق شعبہ کو بھی وسعت دے کر اس کی ازسرنو تنظیم کی گئی۔ [illegible] کے آغاز میں یہ قانون کارخانہ جات [illegible] اور اس کی وجہ سے کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کی حالت میں بہت کچھ اصلاح ہوگئی۔ موسمی کارخانوں میں روزانہ اوقات کار (۱۱) گھنٹے تھے جو کم کر کے (۱۰) گھنٹے کر دئے گئے۔ فی ہفتہ اوقات کار زیادہ سے زیادہ (۶۰) گھنٹے مقرر کئے گئے۔ ہفتہ واری چھٹیاں دی جانے لگیں۔ کارخانوں میں حفظان صحت کا بہتر انتظام کیا گیا اور مشینوں کو مناسب طریقوں سے محفوظ بنایا گیا۔

### قانون کارخانہ جات کا دائرہ عمل

کارخانوں کے مزدوروں کے حالات، شرائط اور اوقات کار میں باقاعدگی پیدا کرنے کے لئے متعدد تدبیریں اختیار کی گئی ہیں۔ چنانچہ قانون کارخانہ جات کے مطابق ایسے تمام کاروبار جہاں قوتی مشین استعمال کی جاتی ہے اور (۲۰) یا اس سے زیادہ اشخاص روزانہ کام کرتے ہیں اس قانون کے تحت آجاتے ہیں۔ روئی دھنکنے اور چاول صاف کرنے والی گرنیوں کی حد تک مزدوروں کی مطلوبہ تعداد (۱۰) یا اس سے زیادہ مقرر کی گئی ہے۔ اس قانون میں یہ شرط بھی رکھی گئی ہے کہ ایسے کاروباری ادارے جہاں قوتی مشین استعمال نہیں کی جاتی لیکن (۵۰) یا اس سے زیادہ اشخاص کام کرتے ہیں وہ بھی کارخانے کے قانون کے تحت آجاتے ہیں۔ چنانچہ اس شرط کے مطابق بیڑی اور ہاتھ سے دیا سلائی بنانے والے کارخانے بھی جہاں بچے بڑی تعداد میں کام کرتے ہیں کارخانوں کی اس تعریف کے تحت آجاتے ہیں۔

### عورتوں اور بچوں کے لئے شرائط

۱۲ سال سے کم عمر والے بچے ایسے کارخانوں میں کام نہیں کرسکتے جن پر قانون کارخانہ جات کا اطلاق ہوتا ہے۔ جو کارخانے اس قانون کے تحت نہیں آتے اور ان میں قوتی مشین استعمال کی جاتی وہاں بھی (۱۰) سال سے کم عمر کے بچے کام نہیں کرسکتے۔ ۱۲ سال سے زیادہ اور ۱۵ سال سے کم عمر کے لڑکے بھی روزانہ ۶ گھنٹوں سے زیادہ یا کم از کم نصف گھنٹہ آرام لئے بغیر مسلسل ۵ گھنٹوں سے زیادہ کام نہیں کرسکتے۔ ۱۵ سال سے زیادہ عمر کے کارکن بالغ تصور کئے جاتے ہیں اور پورے اوقات کار میں کام کرسکتے ہیں۔

عورتوں اور بچوں کو ۵ بجے صبح سے قبل یا ۷ بجے شام کے بعد کام کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس کے علاوہ عورتیں اور بچے ایسے خطرناک کاموں یا صنعتوں کے لئے بھی ملازم نہیں رکھے جاسکتے جو سیسے کے مرکبات یا بعض کیمیائی اشیاء کی تیاری سے متعلق ہوتے ہیں۔

### مزدوروں کے لئے مکانات

کارخانوں کے [illegible] نے مزدوروں کی رہائش کے مسئلے سے دلچسپی ظاہر کی ہے۔ چنانچہ سوت کاتنے، کپڑا بننے اور سیمنٹ تیار کرنے والے کارخانوں اور دوسرے بڑے کارخانوں نے اپنے عملے اور مزدوروں کے لئے مکانات فراہم کئے ہیں۔ کپاس اوٹنے اور دبانے کے کارخانے اگرچہ موسمی ہوتے ہیں اور سال میں صرف تین مہینے جاری رہتے ہیں تاہم ان میں سے بھی متعدد کارخانوں نے مزدوروں کے لئے پختہ اور سستی قسم کے مکانات بنانے شروع کر دئے ہیں۔

**فلاحی امور۔** بعض کارخانوں میں فلاحی اور اصلاحی کاموں پر بھی زیادہ توجہ کی جا رہی ہے۔ چنانچہ بعض بڑے کارخانوں میں [illegible] شفاخانے اور دواخانے موجود ہیں اور مزدوروں کے بچوں کو خود ان کی زبانوں میں تعلیم دینے کے لئے مدرسے بھی قائم کئے گئے ہیں۔ بچوں کی پرورش گاہ، دایہ خانے اور قرض اور فروخت کے ادارے قائم کئے جا رہے ہیں اور آرام گاہیں اور تفریح گاہیں بھی بنائی جا رہی ہیں۔

### مزدوروں کے مفاد کا تحفظ
### عمالی عہدہ دار کا فرض ہے

مزدوروں کی حالت زیادہ بہتر بنانے کے لئے حکومت نے قانون اجرت مزدوران، قانون معاوضہ زچگان، دستور العمل ادائی اجرت، احکام تنازعات صنعتی و تجارتی جیسے متعدد عمالی قوانین نافذ کئے ہیں اور ایک عمالی عہدہ دار بھی مقرر کیا ہے جس کا فرض منصبی ممالک محروسہ میں مزدوروں کے مفاد کی حفاظت ہے۔

# اتحادیوں کی مزید فوجیں پہنچ گئیں

## جرمنوں کی شکست کا امکان

الجزائر ۷ دسمبر۔ اتحادی صدر دفتر کے ایک خصوصی اعلامیہ میں بتایا گیا ہے کہ اتحادی [illegible] کے علاقہ میں کارروائیاں شروع ہوگئی ہیں۔ ابھی تک ان کارروائیوں کے متعلق [illegible] فوجوں کے بارے میں [illegible] کوئی تفصیلات نہیں معلوم ہوئیں۔ نئی فوجوں کے اترنے کے متعلق بھی اطلاعات اتحادی افواج کی نشرگاہ سے ہی [illegible] نشرگاہ سے کہا گیا ہے کہ [illegible] مختلف مقامات پر اترے ہیں۔ اتحادیوں کی یہ فوجیں پورے ساز و سامان سے مسلح ہیں اور [illegible] ہوائی اور بحری [illegible] اتحادی بحری افواج کی پوری طاقت ان کی حفاظت کر رہی ہے۔ ان فوجوں کی آمد سے [illegible] آخری موقع دیا جاتا ہے۔ اتحادی ہوائی جہازوں نے [illegible] علاقوں کے اشتہارات بھی برسائے۔

اتحادی صدر دفتر کے نامہ نگار بیان کرتے ہیں کہ اتحادی فوجیں [illegible] سے [illegible] میل [illegible] ہیں۔ [illegible] نئی فوجوں کے اترنے کی جو اطلاع آئی ہے وہ کوئی بہت بڑی [illegible] اور ہوائی کارروائی ہوگی۔ اتحادی [illegible] کی شدید مقاومت کی توقع کی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ [illegible] افواج میں جرمنوں کی بہت بڑی کمک [illegible] ہوگی۔ [illegible] خیال کیا جاتا ہے کہ [illegible] ہے تاکہ جس جگہ خطرہ [illegible] وہاں سے تیزی کے ساتھ بھیجی جاسکے۔ جرمن ریڈیو کا بیان ہے کہ اتحادیوں نے [illegible] جرمن افواج کو منقطع کرنے کے لئے [illegible] سے (۳۰) میل [illegible] نہیں [illegible]

اتحادی صدر دفتر نے ایک بحری کارروائی [illegible] شہر کے قریب [illegible] ہوائی میدان پر قبضہ کرلیا ہے۔

# مملکتِ آصفیہ میں مذہبی رواداری

سررشتۂ معلومات عامہ نے حیدرآباد کی مشہور عبادت گاہیں، درگاہیں اور مذہبی عمارتیں کے نام سے ایک کتاب شائع کی ہے جس کے چند اقتباسات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

شاہانِ آصفی کی یہ روایات رہی ہیں کہ وہ مملکت محروسہ میں بسنے والے مختلف فرقوں کے مذہبی معاملات میں ہمیشہ غیر جانب داری سے کام لیا کرتے ہیں چنانچہ اس مملکت میں حکومت کے مسلک کی ایک نمایاں خصوصیت یہ رہی ہے کہ مذہبی اعتقادات اور مذہبی رسوم ادا کرنے کے بارے میں سب کو بلا امتیاز کامل آزادی حاصل رہی ہے البتہ صرف قیام امن کی خاطر بعض ایسی شرائط عائد کی جاتی ہیں جو خود اس آزادی سے پورا فائدہ اٹھانے کے لئے ضروری ہیں۔ اس اصول کی پابندی کے لئے جو ضوابط حیدرآباد میں نافذ ہیں وہ اس نقطۂ نظر سے نہیں مدون کئے گئے ہیں کہ کسی کے مذہبی حقوق میں کوئی رکاوٹ پیدا کی جائے بلکہ ان سے مقصود صرف یہ ہے کہ امن عامہ خطرے میں نہ پڑے۔ حیدرآباد نے مدت کے تجربے کے بعد دونوں بڑے فرقوں کے سربرآوردہ ارکان کے مشوروں سے وقتاً فوقتاً مستحسن ہونے والے ایک طریقہ کار بنا لیا ہے جو اس قدر ممکن ہے کہ انسدادِ علاج سے بہتر ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ اس طریقہ کار کی بدولت یہاں مختلف فرقوں کے باہمی تعلقات بہاسانی سے استوار رہیں۔

مذہبی رسوم کی ادائی میں مداخلت نہیں کی جاتی ہے بجز اس کے کہ ان میں کوئی ایسے اختراعات کئے جائیں جن کے عمل لا علان انجام پانے سے امن عامہ خطرے میں پڑنے کا اندیشہ ہو۔ برطانوی ہند کے اکثر حصوں کی طرح یہاں بھی مذہبی عمارتوں کی تعمیر پر خواہ وہ کسی فرقے کی ہوں نگرانی رکھی جاتی ہے لیکن یہ نگرانی صرف اس حد تک کی جاتی ہے کہ ایسی عمارات کہاں تعمیر کی جائیں کیونکہ قطع نظر اس کے جو بلدی نقطۂ نظر سے قابل لحاظ ہوتے ہیں یہ دیکھنا بہت ضروری ہے کہ کسی فرقے کی عام عبادت گاہ ایسی جگہ تو نہیں بنائی جا رہی ہے جہاں کسی اور فرقے کی عام عبادت گاہ قریب ہونے سے تصادم کا اندیشہ ہو۔ تجربہ یہ ہے کہ مختلف فرقوں کے باہمی تعلقات بگاڑنے یا فرقہ داری جھگڑے پیدا کرنے میں کسی بات کا اتنا اثر نہیں پڑتا جتنا کہ ان کی عام عبادت گاہوں کا ایک دوسرے سے بہت قریب واقع ہونا۔

ممالک محروسہ سرکارِ عالی میں گرجاؤں کے علاوہ تقریباً پچاس ہزار مذہبی ادارے ہیں جن میں سے (۹۰۴۵) کا تعلق اہل ہنود سے اور (۲۴۰۰۳) کا تعلق مسلمانوں سے ہے اس حساب میں (۳۲۰۰۰) مندر اور (۱۴۰۰۰) مسجدیں شامل ہیں سرکاری خزانے سے سالانہ (۱۲۰۷۵۰) روپوں کی مددِ معاش اہل ہنود کے مذہبی اداروں کے لئے دی ہوئی ہیں۔ اسی طرح (۹۴۳۰۰) روپے الحتمول اس امداد کے جو ہندوستان اور حجاز کے لوگوں کو دی جاتی ہے مسلمانوں کے مذہبی اداروں کے لئے منظور ہوتے ہیں اور گرجاؤں کو (۱۸۰۲۹) روپے ملتے ہیں۔ ان کے علاوہ اہل ہنود کے (۵۵۳۰) اور مسلمانوں کے (۱۳۰۰۵) مذہبی اداروں کو ترتیب وار (۴۱۰۹۳۱) روپوں اور (۶۲۷۵۳) روپوں کی امداد دی جاتی ہے۔ مزید براں ہندو اور مسلم اداروں کے نام بڑی بڑی جاگیریں بھی عطا کی گئی ہیں۔ مثلاً دیول بیتالہ رام باغ واقع بلدہ حیدرآباد اور دیول سنگھ واقع ہتھوار (عادل آباد) کی سالانہ آمدنی ترتیب وار پچاس ہزار روپے اور ساٹھ ہزار روپے ہے اور سکھوں کے گوردوارہ واقع ناندیڑ کو حکومت کے دیہات سے جو آمدنی حاصل ہوتی ہے اس کی مقدار (۲۳۵۰۳) روپے سالانہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ممالک محروسہ کے اکثر دیولوں کو کچھ امداد ملتی ہے۔ دیول بدرا چلم کو جو ممالک محروسہ کے باہر صوبہ مدراس میں واقع ہے اور جو اپنی ایک دلچسپ تاریخ کا حامل ہے اس میں ہزار روپوں کی سالانہ امداد ملتی ہے۔ ۱۹۲۲ء اور ۱۹۳۰ء کے درمیان (۱۰۱۶) نئے مندروں کی تعمیر اور (۵۰۵) مندروں کی مرمت یا توسیع کی اجازت دی گئی تھی۔ نیز گلبرگہ کے بعض مندروں کی ضروری درستی اور مرمت کے لئے جن میں شرن بسپا کا دیول بھی شامل ہے پچیس ہزار روپوں کی منظوری دی گئی تھی۔

ضلع کاموں میں پٹیل اور پٹواری جن میں نصف سے زیادہ ہندو ہیں اپنے اپنے علاقوں کے مذہبی افسر ہیں یہ امر بھی موجب دلچسپی ہے کہ مسجدوں اور مقبروں جیسے عمارتوں کی تعداد (۱۲۵) ہے ہندوؤں کے زیر اہتمام ہیں جنہیں ان کی خدمات کے صلے میں حکومت سے نقد معاش ملتی ہیں۔

## آصف جاہی مسلک

"حیثیت مذہبی میں ایک دوسرا مذہب بھی رکھتا ہوں جس کو صلح کل کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے کیونکہ میرے زیر سایہ مختلف مذاہب و فرقے کے لوگ بستے ہیں اور ان کے معابد کی نگہداشت میرے آئین سلطنت کا ایک زمانے سے وتیرہ رہا ہے۔"

(اقتباس از فرمان مبارک مورخہ ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ ہجری)

مختلف مذاہب کے متعلق حضرت اقدس و اعلیٰ کا نقطۂ نظر اعلیٰ حضرت بندگانعالی کی متعدد تقاریر میں جو ... رعایا کے مختلف طبقوں کی جانب سے اڈریس گزرانے گئے تھے اعلیٰ حضرت نے ان کے جو جوابات ارشاد فرمائے تھے ان میں سے چند اقتباسات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

"سب سے پہلے بحیثیت میرے نے میرا آبائی مذہب دین اسلام ہے ...... میرا خاتمہ بالخیر اسی پر ہو۔ اگر کوئی چیز درحقیقت میری ذاتی ملک ہے اور وہ بھی ایسی جو بلا زوال آخرت میرے کام آئے اور جانے سے میرے ساتھ جائے تو وہ فقط میرا نور ایمان اور عقیدہ مذہبی ہے۔ باقی کچھ نہیں۔"

(اہل تلنگانہ و مطلع)

"یہ دیکھ کر مجھے مسرت ہے کہ میری ریاست میں قدیم دیولوں اور مندروں کو معاشیں مقرر ہیں جو مذہبی رواداری پر دلالت کرتی ہیں۔"

(امین ان دیول سے)

"میری نظر میں نہ کوئی قوم ہندو ہیت سے اور نہ کوئی اچھوت ہے جب تک وہ نیک کرداری حامل ہے بلکہ میں سب کو بحیثیت بنی نوع ایک طرح سے برابر سمجھتا ہوں۔"

(پست اقوام سے)

"عیسائیوں کے بھی حق ہیں ان کو بھی میری ریاست میں ہر ایک مذہب کی طرح تبلیغ کی آزادی حاصل ہے اور ان کے اکثر مدرسوں کو میری گورنمنٹ سے امداد ملتی ہے۔"

(اپنی عیسائی رعایا سے)

"یہ امتیاز اسی ریاست کو حاصل ہے کہ سکھوں کے نامی گوردوارہ میں جو اہمیت کے لحاظ سے دوسرے نمبر پر ہے وہ ناندیڑ میں واقع ہے جس کے لئے میری حکومت سے معاش مقرر ہے۔"

(اپنی سکھ رعایا سے)

# سیاسی نمک پارے

از

## کشاف

بلدیہ کی مجلس قائمہ نے یہ سفارش کی ہے کہ چونکہ مقامی حکومت خود اختیاری کی منظوری اور آذر کو تصرف صدر دی ہے اس لئے بطور یادگار اور آذر کو ہر سال محکمہ بلدیہ میں تعطیل دی جائے۔ (دکن نیوز)

ہم یہ سفارش کرتے ہیں کہ یکم مرداد سے ارکان بلدیہ کو ہمیشہ کے لئے تعطیل دے دی جائے۔

---

ذخیرہ اندوزوں کے خلاف کارروائی کی ضرورت
—— دیوان ترونکور کا اعلان۔ (اخباری سرخیاں)

سنا جاتا ہے کہ باشندگان ترونکور نے دیوان صاحب کی خدمت میں ایک مختصر تار روانہ کیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ:۔

"آپ کے اعلانات کی ہمیں ضرورت نہیں۔ ذخیرہ اندوزوں کے خلاف کارروائی کی ضرورت ہے"۔

چونکہ حیدرآباد میں ابھی اعلان کی نوبت نہیں آئی اس لئے کارروائی کی توقع بہت قبل از وقت ہے۔

---

"ترجمان ملت" کے بعض مضامین کے خلاف جن میں شریف اور پردہ دار عورتوں پر ناشائستہ حملے کئے گئے تھے اور اتہامات تراشے گئے تھے، تنقید کرتے ہوئے معاصر "پیام" لکھتا ہے:۔

ہر اخبار کو اور قوم کے ہر فرد کو اپنے نقطۂ نظر کے مطابق قومی حالات کی اصلاح میں جد و جہد کرنے کا پورا حق حاصل ہے لیکن یہ حق ہرگز حاصل نہیں کہ اس قسم کی بے ہودہ داستانیں شائع کرکے یہ خیال عام طور پر پیدا کیا جائے کہ جو مسلمان لڑکی بھی مدرسہ یا کالج میں تعلیم حاصل کرتی ہے وہ آوارہ اور بدچلن ہے۔ پریس کی آزادی سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اس طرح کی باتوں کی تشہیر کرنا خود اپنے منہ کو کالا کرنا ہے اور ایک ایسے ملک کی عورتوں کو بدنام کرنا ہے جن سے زیادہ باعصمت و باعفت دنیا میں کہیں بھی کسی قوم کی عورت نہیں مل سکتی۔ یہ جانتے ہوئے کہ یہ طبقہ اپنی سماجی معذوریوں کی وجہ سے اس قسم کے بیانات کی تردید کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا اس کے خلاف عام طور پر ایسے الزامات کی تشہیر کرنا جوانمردی نہیں۔ افسوس ہے کہ قابل معاصر رہبر کا غیر ذمہ دارانہ مسلک ہے جو خود اپنی قوم کی معصوم لڑکیوں کو بدنام اور رسوا کرکے سمجھتا یہ ہے کہ وہ کوئی بڑی قومی خدمت انجام دے رہا ہے"۔

— ہمیں پتہ نہیں کہ سرکاری درسگاہوں میں تعلیم پانے والی لڑکیوں کے خلاف ایسی دریدہ دہنی اور تہمت تراشی جرائم خلاف سرکار کی تعریف میں آتی ہے یا نہیں لیکن ان لڑکیوں کے والدین اور سرپرستوں کو قانونی چارہ جوئی کا حق ضرور پیدا ہو جاتا ہے۔ اب یہ بات اہل ملک کی صوابدید پر منحصر ہے کہ ان تحریرات کو قابل تعزیر سمجھیں یا ذہنی اختلال سمجھ کر ان کو نظرانداز کر دیں۔

---

ایک مراسلہ نگار نے تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"یوں بھی رکشا کی سواری انسانیت پر ایک ظلم ہے لیکن یہ ظلم اس وقت انتہا کو پہنچ جاتا ہے جب دو [illegible] ہی رکشا میں سوار ہو جائیں"۔

دونوں ایک ہی کشتی کے سوار معلوم ہوتے ہیں۔

---

میزبانوں کے خلاف پولیس نے چالان پیش کئے۔ (ایک سرخی)

ضیافتوں سے لطف اندوز ہوں مہمان اور چالان پیش ہو میزبانوں کا عجیب منطق ہے! اگر مہمانوں پر تفریحی ٹیکس عائد کیا جائے تو کیا مضائقہ ہے؟

---

نلگنڈہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ مرکزی مجلس ترک مسکرات کے زیر اہتمام ترک مسکرات کا پروپگنڈہ نہایت کامیاب رہا۔ (اسوسی ایٹڈ پریس)

یہ پروپگنڈہ تو کامیاب رہا لیکن سیندھی شراب و افیون کی فروخت میں کتنی کمی ہوئی!

---

ایک متعلم معاشیات نے دریافت کیا ہے کہ:۔

"گزشتہ دو ہفتوں سے ممالک محروسہ میں کافی بارش ہو رہی ہے لیکن محکمہ زراعت بارش کی تعداد اور فصل کی حالت سے متعلق تازہ ترین اعداد شائع کرنے کے بجائے آغاز بارش سے قبل اور گزشتہ ماہ کے اعداد شائع کر رہا ہے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ پرانے اعداد کی اشاعت کا کیا مقصد ہو سکتا ہے"۔

ہمارا مختصر جواب یہ ہے کہ:۔

"آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا"۔

---

"ترجمان ملت" نے "برقی پر تحدید اور رمضان" کے عنوان کے تحت تحریر کیا ہے کہ:۔

"ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ اس جنگ کی مجبوری سے جو بجلی بھی نکل رہی ہے وہ تمام دنیا میں پھیل رہی ہے۔ اس جنگ کی یہ ایک حقیقت ہے کوئی وہم کی پیدا کردہ تصویر نہیں کہ جنگ کے راست اور بالواسطہ اثرات کی چکی میں دنیا بھر کے مسلمان ہی سب سے زیادہ پس رہے ہیں۔ جن جن علاقوں میں جنگ اور سخت جنگ ہوئی ہے خواہ وہ چین ہو کہ ملایا، شمالی افریقہ ہو یا جنوب مغربی روس۔ یہاں نہ صرف لاکھوں مسلمان میدان جنگ میں ذبح و ہلاک ہو چکے ہیں بلکہ اس سے بہت زیادہ ان کی بستیاں اجڑ گئی ہیں ان کی حکومت کی ریاستیں برباد ہو کر تباہ ہو چکی ہیں"۔

اس بصیرت افروز اور حقیقت پرور تمہید کے بعد "ترجمان ملت" دریافت کرتا ہے کہ:۔

"کیا حکومت برقی پر تحدید کے حکم کو رمضان میں ملتوی نہ کر سکے گی"۔

اسی کو کہتے ہیں کہ آں شوری شوری یا ایں بے نمکی

---

روس کے کلیسا کے صدر اور کامریڈ اسٹالن میں عنقریب ملاقات ہونے والی ہے۔ اسٹالن نے اس تجویز کو منظور کر لیا ہے کہ مجلس کلیسا کا ایک جلسہ بہت جلد منعقد ہو اور سوویٹ روس کے لئے اسقف اعظم کا انتخاب کیا جائے۔ (ایک خبر)

روس میں مذہب و سیاست کی علیحدگی پر علامہ اقبال نے کہا تھا:۔

سیاست نے مذہب سے پیچھا چھڑایا
چلی کچھ نہ پیر کلیسا کی پیری

اب مذہب و سیاست کے اس اتصال پر جو جنگ کا ایک نتیجہ معلوم ہوتا ہے اقبال کا یہ مصرع صادق ہوتا ہے:۔

دیکھیے [illegible] کی طرف سے اگر یہ اعلان تو

# مملکت آصفیہ میں نشریات کی ترقی

## (۲) پروگرام کی ترتیب و تشکیل

نشرگاہ حیدرآباد کے پروگرام کی ترتیب اور تشکیل میں قومی اصلاح و ترقی اور عام افادیت ملحوظ رکھنے کا خیال سب سے پیش پیش رہتا ہے۔ اور چونکہ عام طور پر لوگ پند و نصیحت اور تعلیم و تدریس میں دلچسپی نہیں رکھتے اس لئے ہر چیز کو دلچسپ اور قابل قبول انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اہل ملک کے رجحانات کا حتی الامکان خیال رکھا جاتا ہے لیکن سننے والوں کے صحیح رجحانات معلوم کرنے کا ابھی تک کوئی مناسب اور معقول طریقہ دریافت نہیں ہوا ہے۔ اگر ان چیزوں کو سننے والوں کی فرمائش اور مطالبہ پر پروگرام میں بنیادی تبدیلی کی جائے جنہوں نے خط بھیجے ہیں تو ان سننے والوں کا کیا حشر ہو گا جنہوں نے خط نہیں لکھے اور جن کی خاموشی کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ کسی فوری ردوبدل وغیرہ کے خواہاں نہیں ہیں۔

حیدرآباد کی نشریات کے مختلف اجزا کو عام نقطہ نظر سے ان آٹھ حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(الف) موسیقی
(ب) تقاریر
(ج) خبریں
(د) ڈرامہ
(ہ) بچوں کا پروگرام
(و) عورتوں کا پروگرام
(ز) یورپین پروگرام
(ح) مقامی نشریات

موسیقی کے پروگرام کی ترتیب میں اس امر کا خیال رکھا جاتا ہے کہ استادی اور عام پسند دونوں قسموں سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے پروگرام کو دلچسپ بنایا جائے۔ اور سننے والوں کو ان رجحانات سے بھی آشنا کیا جائے جو ہندوستان کی جدید موسیقی میں داخل ہوتے جا رہے ہیں تاکہ ایک طرف ان کا ذوق ترقی کرے اور دوسری طرف جدت طراز گانے اور بجانے والوں کے حوصلے بڑھیں۔ شہر میں فن کاروں کو بھی موقع دیا جاتا ہے کہ ملک کے موسیقی نواز حضرات کے گانے بجانے کے شوق میں زیادہ سے زیادہ ترقی ہو۔

عام طور پر آج کل گانوں کے انتخاب کے وقت ان کی ادبی خوبیوں اور اخلاقی اور معاشرتی اثرات سے تغافل برتا جا رہا ہے جس کا نتیجہ ہے کہ شعر تخت کا ہر طرح پامال ہو گیا ہے لیکن نشرگاہ حیدرآباد میں اس مسئلہ پر بھی خاص توجہ کی جا رہی ہے اور شعبہ موسیقی کو اچھے گانوں کے انتخاب میں مشورہ دینے کے لئے انتخاب کلام کی ایک کمیٹی قائم کی گئی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ بے سروپا اور فحش خیالات اور جذبات کو نغمات کے توسط سے سماج کے دل و دماغ میں پیوست ہونے سے روکا جائے۔ اور اس کی بجائے ایسے اشعار منتخب کئے جائیں جن کے سننے سے پاکیزہ جذبات پیدا ہوں۔

ہندوستان کے بہت کم گانے والے تعلیم یافتہ ہیں اور بہت سے مقامات سے اکثر اسٹوڈیو میں آ سکتے ہیں۔ ان کو یہ سمجھانے میں بڑی مشکل ہوتی ہے کہ بعض حرکتیں اور نرت وغیرہ محفل میں رنگ جمانے میں بڑی مدد دیتے ہیں اس لئے جو خوبیاں بیٹھک یا محفل میں کامیاب ثابت ہوں وہ سب ریڈیو پر رنگ نہیں جما سکتے۔ اس کے علاوہ اسٹوڈیو میں سوائے آواز کے اتار چڑھاؤ اور الفاظ کے کوئی چیز ان کی مدد نہیں کر سکتی۔

بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ کوئی نوخیز گانے والا محفل میں اشعار یا مصرعوں اور بالخصوص ٹھمریوں اور دادروں کے بولوں کو توڑ مروڑ کر ادا کرے یا تلفظ کی غلطیاں کرے تو گانے کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے محفل میں آنکھ اور کان دونوں کام کرتے ہیں لیکن ریڈیو میں ایسا نہیں ہوتا۔

ان تمام اسباب کی بنا پر گانوں کی اصلاح میں قدم قدم پر رکاوٹیں پیدا ہو رہی ہیں۔ سازندی موسیقی میں نشرگاہ حیدرآباد نے اپنی مختصر سی زندگی میں بڑا امتیاز حاصل کر لیا ہے۔ ہمارے سننے والے ہمیں بتاتے ہیں کہ وہ ہمارے آرکسٹرا کو بڑے شوق سے سنتے ہیں۔ تجربہ کے طور پر سازندی موسیقی کی حد تک بھی یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ ایسی گتوں اور چیزوں کو کم کیا جائے جو ناموسی ہیجانی جنسی اور حیوانی دھنوں کے جذبات پیدا کرتی ہوں۔

نشرگاہ حیدرآباد کے تقریری پروگرام میں تفریح سے زیادہ عوام کی تعلیم کا خیال رکھا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ سیاسیات معاشیات عمرانیات سائنس اور اخلاقیات پر متعدد تقریریں کرائی جاتی ہیں۔ مقرر کے ذہنی بات اور تقریر کی نشر میں موزونیت اور مفید معلومات کے علاوہ اس امر کا خیال خاص طور پر رکھا جاتا ہے کہ جہاں تک ہو سکے زبان اور طرز ادا آسان اور پسندیدہ ہو کیونکہ مقرر کی قابلیت چاہے کچھ ہی ہو اس کی تقریر جتنی زیادہ سمجھی جائے گی اتنا ہی اس کا فائدہ ہو گا۔ اس کے علاوہ سننے والوں کی دلچسپی کے لئے تفریحی اور مزاحیہ تقریریں بھی نشر کی جاتی ہیں۔

تقریری پروگرام کی ترتیب میں بہت سی مشکلیں پیش آتی ہیں۔ اور یہ مشکلیں ایسی ہیں جن سے نشرگاہ کے باہر بہت کم لوگ واقف ہیں۔ مثال کے طور پر بعض بڑے بڑے لوگ بھی تقریروں اور مختلف تقریروں کے ذریعہ مشہور ہیں ان میں سے اکثر وقت نشر کو فرصت نہیں ہوتی کہ وہ تقریر کرنے کو ٹال دیتے ہیں۔ بعض وعدہ تو کر لیتے ہیں لیکن اس کو پورا نہیں کرتے بعض مسودہ دکھانا نہیں چاہتے۔ بعض ریہرسل کو غیر ضروری سمجھتے ہیں حالانکہ ریہرسل اس غرض سے لیا جاتا ہے کہ سننے والوں تک تقریر بہتر سے بہتر طریقہ پر پہنچے اور مقرر اسٹوڈیو کی فضا اور مائکروفون سے مانوس اور تقریر دل پذیر بنانے کے لئے آواز کی قوت اور اتار چڑھاؤ سے واقف ہو جائے۔ غرض مختلف مرحلے طے کرنے کے بعد آخر میں جو مقرر بچ جاتے ہیں وہ پروگرام کی ضروریات اور اپنے ذوق اور فرصت کے لحاظ سے کبھی کبھی تقریریں کرتے ہیں۔ اس کے بعد دوسرے مقرروں سے رجوع کرنا پڑتا ہے۔ یہ وہ گروہ ہیں جن کا انتخاب ان کی علمی ادبی اور نشری صلاحیتوں کے پیش نظر کیا جاتا ہے۔ اور انہیں پروگرام کی ضروریات کے تحت نشرگاہ کی طرف سے تقریر کے لئے عنوان دئے جاتے ہیں۔ تیسرا گروہ ان کرم فرماؤں کا ہے جو اپنی طرف سے پہل کر کے مسودے بھیجتے ہیں ان مسودوں میں سے جو نشر کے قابل ہوتے ہیں ان کو بھی فوراً پروگرام میں شریک نہیں کیا جا سکتا بلکہ آواز اور انداز نشر کی جانچ کے بعد چھپے اور آئندہ پروگرام پر نشر کی ضرورت کے لحاظ سے غور کرنا پڑتا ہے۔ پروگرام کی ترتیب کو برقرار رکھتے ہوئے اس تیسرے گروہ کے لئے جگہ نکالنے میں بڑی مشکلیں پیش آتی ہیں لیکن مقرروں کی تعداد میں زیادہ اضافہ انہیں کی وجہ سے ہوتا ہے۔

# حیدرآباد اسٹیٹ بینک

حیدرآباد اسٹیٹ بینک اس لئے قائم کیا گیا ہے کہ وہ زرمبادلہ کو منظم کرے، اس کے استحکام و تحفظ کو برقرار رکھے ... اور بیرون ممالک محروسہ ادائی میں سہولت پیدا کرے ... کو ترقی دینے کے لئے ضروری قرضے فراہم کرے ... ممالک محروسہ کی زراعت و صنعت و تجارت کی ترقی میں حوصلہ افزائی کرے۔

حیدرآباد اسٹیٹ بینک حصہ داروں کے ایک بینک کی حیثیت سے قائم کیا گیا ہے جو اس کے متعلق مرتب کردہ قانون میں اس کام کی تکمیل کرے گا۔ بینک حیدرآباد کے تمام بینکوں کی ضروریات بینکاری کی تکمیل اور ان کے مفاد کی حفاظت کرے گا۔ چنانچہ اسٹیٹ بینک نہ صرف ان دوسرے تجارتی بینکوں اور قرضہ دینے والے اداروں کی طرح ہیں جو کاروباری طبقے کے مفاد کی اطمینان بخش طور پر تکمیل کر رہے ہیں بلکہ اس کی حیثیت ایک ایسے مرکزی ادارے کی ہے جسے تمام موجودہ اداروں کو تقویت بخشنے اور مالی امداد دینے، ممالک محروسہ میں تجارت و صنعت اور زراعت کو فروغ دینے اور کاروباری اصول پر بینکاری کے متعلق دوسری سہولتیں بہم پہنچانے کے وسیع تر مواقع حاصل ہیں۔

اسٹیٹ بینک کی ساکھ کا بھی خیال ہے۔

مملکت حیدرآباد میں معاشی ترقی ابھی اس معیار تک نہیں پہنچی کہ بینک کی نگرانی اور اس کی پالیسی کی تشکیل سے حکومت کو علیحدہ رکھا جا سکے۔ چنانچہ اس کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے کہ بینک کی مجلس نظما اور حکومت سے ہمیشہ قریبی تعلق اور مکمل تعاون کرتی رہے۔ بینک کی مجلس نظما میں حکومت کے نامزد کردہ اور حصہ داروں کے منتخب کردہ دونوں قسم کے نظما شامل ہیں اور اس انتظام کی وجہ سے بینک اس قابل ہو گیا ہے کہ حکومت کی ساکھ سے پورا فائدہ اٹھائے اور باشندوں کے مفاد کو ملحوظ رکھتے ہوئے ملک کے معاشی وسائل سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرے۔

دوسرے کاروبار

حکومت سرکار عالی نے اس بینک کے جاری کردہ سرمایہ حصص کا ۵۱ فیصد حصہ خرید لیا ہے اور ایسا کرنا ضروری تصور کیا گیا کیونکہ ایک تجویز یہ بھی ہے کہ حکومت کی تمام نقدی محاصل بینک کے پاس امانت رکھی جائیں اور مختلف محفوظ سرمایوں کا انتظام بھی اس کے تفویض کر دیا جائے۔ ان میں سرمایہ محفوظ زر کی تنقیح، قرض عامہ کا انتظام اور حکومت کے کارندے کے طور پر کرنسی نوٹوں اور سکوں کی اجرائی جیسے امور بھی شامل ہیں۔

اسٹیٹ بینک کے لئے یہ بھی ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً حکومت کے جاری کردہ اعلانوں کے ذریعہ مقرر کی ہوئی اعلیٰ ترین اور ادنیٰ ترین شرحوں پر چاندی روپیوں کی خرید و فروخت کرے اور اس حرف کاری کی وجہ سے یہ بینک اس قابل ہو جاتا ہے کہ شرح تبادلہ کے اتار چڑھاؤ کو حکومت کی مقرر کردہ حدود یعنی ... روپیہ کلدار کے معاوضہ میں ... تا ... روپیہ حالی کے اندر برقرار رکھنے پر قابو رکھ سکے۔

## منافع کی ضمانت

ایک کروڑ پچاس لاکھ روپے کے مجوزہ سرمایہ میں سے (۵۰) لاکھ روپے مجموعی رقم کے حصص جاری کئے گئے تھے جن میں سے (...) روپے کے حصص حکومت کے لئے مخصوص کر دئے گئے اور باقی ماندہ حصص عوام نے خریدے۔ بینک کے تمام حصص پر ... فیصد سالانہ منافع دینا واجب ہے اور اس منافع کی مستقل ادائی کی ضمانت حکومت نے لی ہے۔

ممالک محروسہ کے تمام اہم تجارتی مرکزوں اور اضلاع کے صدر مقاموں میں اسٹیٹ بینک کی شاخیں قائم کرنے کی تجویز پر بھی مجلس نظما غور کر رہی ہے اور توقع ہے کہ آئندہ دو تین سال کے عرصہ میں ممالک محروسہ کی ضروریات بینکاری کی بخوبی تکمیل ہو جائے گی۔

# میدک میں غلہ زیادہ اگاؤ کی مہم

حیدرآباد ۔ ۱۳ ستمبر ۔ صوبہ دار صاحب کی خاص توجہ اور رہنمائی میں میدک کے تمام رقبہ جات میں غلہ زیادہ اگاؤ کی مہم بڑی کامیاب ثابت ہوئی ہے اگرچہ بارش خاطر خواہ نہیں ہوئی لیکن سمجھا جاتا ہے کہ پیداوار میں بیس تا تیس فیصد اضافہ ہوگا۔ جو زمینات اس مہم کے سلسلہ میں زیر کاشت لائی گئی ہیں وہ خصوصاً اندرم آباد اور میدک ہی میں ہیں اور مکائی، جوار، دالیں، راگی، باجرا اور تل وغیرہ بوئی گئی ہیں۔ جن زمینات کی پیداوار کم ہے ان میں مختلف ترکاریاں اگائی جا رہی ہیں۔ حکومت نے اس مہم کی حوصلہ افزائی کے مقصد سے ایسی تمام زمینات پر جو غلہ زیادہ اگاؤ کی مہم کے سلسلہ میں زیر کاشت لائی گئی ہوں پچاس فیصد لگان کی معافی فرما دی ہے۔ اس کے علاوہ بہتری کھاد، بیجوں کی ترقی یافتہ انواع اور ضروری آلات وغیرہ بھی مہیا کئے جاتے ہیں۔ مسٹر ویسٹ ... نے جو نواب غوث یار جنگ بہادر کے بعد صوبہ دار ہوئے ہیں مستاجرین کو ترغیب دی ہے کہ صرف تجارتی فصلوں کی بجائے غلہ کی فصلیں بھی بوئی جائیں۔

ڈنڈی پراجکٹ کے تحت پندرہ ہزار ایکڑ پر ... کی آبپاشی کے ذریعہ کاشت کی جا رہی ہے۔ یہاں جو فصلیں اگائی جائیں گی ان میں جوار، چاول اور گیہوں بطور خاص شامل ہیں۔ مزید معلوم ہوا ہے کہ ایک اور پراجکٹ کی تکمیل سے آئندہ سال میں ہزار ایکڑ اراضی پر تری کی کاشت کو ... جا سکے گی۔ تمام اہم شہروں اور بازاروں میں سرکاری طور پر ارزاں فروختی غلہ کی دوکانوں کے قیام کی وجہ سے غذائی صورت حال پر اچھا اثر پڑا ہے، ارباب مقتدر بھی اس نازک زمانہ کی ... کرتے ہوئے ہر ممکن تدبیر اختیار کر رہے ہیں اور غلہ زیادہ اگانے کی مہم پر توجہ کی جا رہی ہے۔

# کپڑے کی بیش ترین قیمتوں پر نظرثانی
## تاجروں کو تنبیہ

سورت ۔ ۱۳ ستمبر ۔ پارچہ کمشنر حکومت ہند نے یہاں ایک مخاطبی ملاقات میں تنبیہ کی ہے کہ ... کپڑے کی بیش ترین قیمتوں پر جو اب حکومت نے مقرر کی ہیں نظرثانی کی جائے گی اگر یہ ضروری معلوم ہو۔ کپڑے اور تاگے پر نگرانی کے طریقہ کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ تاجر ... اور کپڑے کی قیمتوں کے تعین کے بعد تبدیلی اس تجارت پر اعتماد بحال ہوتا جا رہا ہے۔ گو ابھی بیش ترین قیمتوں کے اعلان کی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں جس کے بعد اس سے زیادہ قیمت پر لین دین قواعد و قانون ... کے تحت جرم ہوگا۔

سورت کی پاندہ گروں کی انجمن کے نمائندوں سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے یقین دلایا کہ وہ دستی پارچہ بافی کی صنعت کو پارچہ اور تاگے کی گرانی کے سبب سے جن مشکلات کا سامنا ہے ان پر غور کریں گے۔ دستی پارچہ بافی کی صنعت کو تاگے کی فراہمی کے مسئلہ پر انہوں نے کہا کہ حکومت ہند کا مقرر کردہ خصوصی افسر بہت جلد بمبئی جائے گا اور سورت کی دستی پارچہ بافی کی صنعت کے مسائل کی تحقیقات کرے گا۔ (اپ)

# ہندوستانی مسئلہ اور ترک

موجودہ جنگ سے پہلے ترکی باشندے عام طور پر ہندوستانی سیاسیات سے کوئی دلچسپی نہ رکھتے تھے۔ ہندوستانی مسئلہ کے متعلق ترکوں کا علم محدود سا اور کچھ غلط سا تھا۔ اور اس کی بنیاد زیادہ تر یورپ کے مطبوعات پر تھی۔ جاپان کے جنگ میں داخل ہونے اور جاپان اور جرمنی کے نئے ایشیا کے متعلق منصوبوں نے ترکی میں ہندوستان کے متعلق دلچسپی پیدا کر دی۔ اور ہندوستان کی طرف ترکوں کی توجہ زیادہ ہو گئی۔

اس سال کے شروع میں ترکی اخبار نویسوں کی ہندوستان میں آمد اور ان سلسلہ وار مضامین کی بدولت جو ان اخبار نویسوں نے ہندوستان کے متعلق اپنے تاثرات کے بیان میں ترکی اخباروں میں شائع کئے ترکوں کو ہندوستان کے حالات کی واضح اور صحیح معلومات حاصل ہوئیں۔ یہ مضامین بڑی محتاط زبان میں لکھے گئے تاکہ کسی کے دل آزاری کا باعث نہ ہونے پائیں۔ ان مضامین کا انداز بیان بالکل غیر جانبدارانہ رنگ کا رہا اور مضمون نگاروں نے ہندوستان کی سیاسی صورت حال پر قطعیت کے ساتھ کوئی رائے دینے یا اپنی طرف سے اس کا کوئی حل تجویز کرنے سے پرہیز کیا۔ لیکن پھر بھی اس مسئلہ سے متعلق ان کے تجربات ان کے انداز تحریر سے بآسانی معلوم ہو جاتے تھے۔ ان سب نے نسلوں، زبانوں، مذہبوں اور فرقوں کی اس [illegible] پر جو ہندوستان کی آبادی میں پائی جاتی ہے اور ان مذہبوں کی روایات، تعصبات اور ذہنیت پر زور دیا۔ جس کی وجہ سے ہندوستانی مسئلہ کا حل دشوار ہو گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ترکی اخبار نویسوں کو ہندوستان کے حالات دیکھ کر سلطنت عثمانیہ کی حالت یاد آتی ہو گی، جو ایسے ہی سیاسی دور میں سے گزر چکی تھی لیکن پھر بھی اس کی حالت بدرجہا بہتر تھی۔ چنانچہ حالات کا موازنہ کرتے ہوئے انھوں نے برطانوی نظم و نسق کی دشواریوں کا احساس کیا اور اپنے ملک کے سامنے موجودہ صورت حال کی صحیح تصویر خط و خال میں پیش کرنے کی پوری کوشش کی۔ اور ساتھ ہی ان نتائج کا صحیح اندازہ لگایا جو ایک غلط اقدام کے باعث نہ صرف خود ہندوستان کے لئے بلکہ پورے ایشیا کے لئے تباہ کن ہو سکتے ہیں۔

## ہندوستانی گتھی کا حل

انھوں نے بڑی مہارت سے [illegible] کے تجاویز بالکل غیر جانبداری کے ساتھ پیش کئے۔ اور اپنے قارئین کو آگاہ کیا کہ ہندوستانی عقدہ کا حل [illegible] ہمت سے کام لے کر سیاسی آئین بنانے والوں یا مشکلات پیدا کرنے والے فرقہ پرستوں کا کام نہیں ہے۔ بلکہ [illegible] غور و فکر کرنے والوں کا کام [illegible] کے ساتھ اس [illegible] سیاست اور معاشرتی اصلاحات کے کام پر گامزن ہیں [illegible] ہندوستان کے لوگ [illegible] نظام حکومت [illegible] آزادی حاصل کر سکتے ہیں۔ ترکی وفد کے اراکین کو ہندو اور مسلمان دونوں جماعتوں کے ہندوستانی قوم پرستوں کی جدوجہد دیکھ کر تعجب ہوا [illegible] اتاترک سے بڑی عقیدت تھی۔ لیکن [illegible] اتاترک کی سیرت [illegible] جدوجہد [illegible] تھی کہ انھوں نے اپنے ملک کو غیر ملکی تسلط سے نجات دلائی تھی۔ [illegible] اتاترک [illegible] خود اپنے مقصد کے حصول کے [illegible] قابل [illegible] نمونہ سمجھتے تھے لیکن اتاترک کی ایک خصوصیت پر ان کی نظر نہیں جا سکی۔ یا انھوں نے دانستہ نظر انداز کیا۔ یعنی ایک سیاسی مدبر کی حیثیت [illegible] اتاترک کی شخصیت [illegible] اور غیر معمولی جدوجہد اور ایک سیاسی اور معاشرتی مصلح کی حیثیت سے [illegible] وہ حیرت انگیز کارنامے جن کے ذریعہ سے انھوں نے مختصر عرصہ میں وہ ملکی ترقی حاصل کر لی جس کے لئے منصوبے بنانے اور جس کو عمل میں لانے کے لئے کئی صدیاں درکار تھیں۔ اپنے ملک کی موجودہ خوشحالی اور بہبودی کے لئے ترک دو سیاسی مدبروں کے جوہر قابلیت کے رہین منت ہیں۔ ایک کمال اتاترک اور دوسرے عصمت انونو۔ ترکوں کی یہ دلی خواہش ہے کہ ہندوستان کو بھی ایسے ہی [illegible] نصیب ہوں [illegible] تاکہ اسے بھی خوش بختی حاصل ہو۔

# اٹلی نے ہتھیار ڈال دیے

## اتحادی شرائط کی پابندی کا غیر مشروط وعدہ

اتحادی صدر دفتر ۸ ستمبر۔ اتحادیوں کے صدر دفتر سے ابھی ابھی یہ بیان شائع ہوا ہے۔

اطالوی حکومت نے اپنی مسلح افواج غیر مشروط طور پر حوالے کر دی ہیں۔

اتحادی کمانڈر انچیف جنرل آئزن ہاور نے یہ اعلان شائع کیا ہے۔

میں نے فوجی صلح منظور کر لی ہے اس کی شرائط کی برطانیہ، امریکہ اور روس نے تائید کی ہے اس طرح میں جو کچھ کر رہا ہوں وہ متحدہ اقوام کے مفاد کے حق میں ہے اطالوی حکومت نے ان شرائط کی بلا کسی استثناء کے پابندی کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اس صلح نامہ پر میرے نمائندے اور مارشل بیڈوگلیو کے ایک نمائندے نے دستخط کئے ہیں اور اس پر عملدرآمد ابھی سے شروع ہو جاتا ہے۔ اتحادی افواج اور اٹلی کی مخاصمانہ جنگ فی الفور ختم ہو جائے گی۔ اور تمام اطالوی [illegible] جو جرمن حملہ آوروں کو اطالوی سرزمین سے نکالنے میں مدد دیں گے اتحادی اقوام کی پوری پوری امداد اور اعانت لیں گے۔

### برطانیہ کا بیان

لندن ۸ ستمبر۔ وزیر اعظم کی [illegible] ڈاؤننگ اسٹریٹ سے یہ بیان آج رات کو شائع ہوا ہے [illegible] جنرل آئزن ہاور نے اطالوی حکومت کے غیر مشروط اعتراف شکست کا اعلان کیا ہے۔ اتحادی اس واقعہ کو اطالوی افواج کی ایک [illegible] سمجھتے ہیں یہ عارضی صلح [illegible] ایک فوجی دستاویز [illegible] حکام نے دستخط کئے ہیں اور اب [illegible] شرائط [illegible] شامل نہیں۔ [illegible] شرائط بعد میں [illegible] جائیں گی [illegible] کے علاوہ یہ ایک ظاہر بات ہے کہ موجودہ حالات [illegible] کی اجازت نہیں دیتی کہ ان حالات میں جب فوجی دستاویز پر دستخط کئے گئے ہیں اور [illegible] کا اعلان [illegible] جائے۔ اس سے فی الحال پارلیمان کے اجلاس کی تاریخ میں تبدیلی نہیں کی جائے گی۔ لیکن وزیر اعظم کو توقع ہے کہ وہ پارلیمان کے آئندہ اجلاس میں ایک تفصیلی بیان دے سکیں گے۔

### بیڈوگلیو کا اعلان

مارشل بیڈوگلیو نے آج رات کو اپنے ملک کے غیر مشروط شکست کا اعلان کر دیا۔ ایک نشری تقریر میں انھوں نے کہا کہ اطالوی حکومت نے یہ دیکھ کر کہ اتحادی افواج کی بہت بڑی طاقت کے مقابلہ میں برابر کی لڑائی جاری رکھنا ناممکن ہو گیا ہے۔ اور اس مقصد کے تحت کہ قوم کو مزید اور اس سے زیادہ شدید نقصانات سے بچایا جائے [illegible] جنرل آئزن ہاور [illegible] اتحادی افواج کے [illegible]

[illegible] جنرل آئزن ہاور سے صلح کی درخواست کی تھی اور یہ درخواست منظور کر لی گئی ہے۔ مارشل بیڈوگلیو نے اعلان کیا۔

اس لئے اطالوی [illegible] اتحادی افواج کے خلاف جنگ کی تمام کارروائیاں ہر جگہ بند کر دی گئی ہیں اگر فوج پر کسی اور طرف سے حملہ کیا گیا تو وہ اس کا مقابلہ کرے گی۔

### جرمنی کا رد عمل

جرمنی کی سرکاری خبر رساں ایجنسی نے اپنے ایک بیان میں اٹلی کے اعتراف شکست کے متعلق جرمنی کا رد عمل ظاہر کیا ہے۔ اس بیان میں کہا گیا ہے۔

جب سے ۲۵ جولائی کو مسولینی نے اٹلی کی قیادت سے استعفا دیا تھا اس وقت سے جرمن [illegible] اطالوی حکومت کی اس [illegible] غداری کے لئے تیار تھے جرمن کمانڈروں نے تمام ضروری فوجی کارروائیاں کی ہیں۔

جرمن نشریات میں بیڈوگلیو کی بزدلانہ غداری کے خلاف شدید غم و غصہ کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ جرمنی نے اٹلی کے وقار کی حفاظت کے لئے "اٹلی کی ایک نیشنلسٹ حکومت" قائم کر دی ہے۔ یہ حکومت مسولینی کے نام قائم کی گئی ہے اور اس کی پہلی کارروائی یہ تھی کہ اس نے تمام اطالوی افواج کے نام اس مطلب کا ایک اعلان شائع کیا کہ وہ اس غداری [illegible] کر دیں۔

# انجمن انسداد قلت و گرانی اجناس کی

## جانب سے ارزاں فروشی کی دو دکانوں کا قیام

حیدرآباد، یکم آبان۔ انجمن انسداد قلت و گرانی اجناس کے معتمد اعزازی نے حسب ذیل بیان بغرض اشاعت روانہ کیا۔

"انجمن انسداد قلت و گرانی اجناس نے یہ طے کیا ہے کہ فی الحال ارزاں فروشی جوار کے لئے تین دوکانیں اعلیحضرت بندگان عالی خسرو دکن و برار کے تخت نشینی کے مبارک دن بتاریخ ۔ رمضان المبارک ۱۳۶۲ھ م ۳ آبان ۱۳۵۲ف کھول دی جائیں۔ ایک دوکان اعظم پورہ میں قریب دفتر تحقیقات کھول دی جائے گی تاکہ اس سے حلقہ اول اندرون و اول بیرون کے باشندے جس میں پرانی حویلی و چنچل گوڑہ کے قریب و جوار کے محلے شامل ہیں مستفید ہوسکیں۔ دوسری دوکان محلہ گولی پورہ میں حلقہ دوم اندرون و دوم بیرون کے لئے کھول جائے گی جو محلہ جات سلطان شاہی شاہ علی بنڈہ و بیرون علی آباد کے ساکنین کے لئے ہوگی اور تیسری دوکان حلقہ (سوم) اور (چہارم) کے لئے ہوگی جو چوڑی بازار، گوشہ محل، دھول پیٹ وغیرہ کے محلوں کے لئے مختص ہوگی۔ ان چھ حلقوں میں سے ہر حلقہ کے صدر کو (۵۰۰) خاندانوں کو جوار تقسیم کرنے کے لئے کوپن دئے جائیں گے۔ ان (۵۰۰) میں سے بلحاظ افراد خاندان (۲۵۰) تین روپیہ کے جوار کے کوپن (۲۵۰) پانچ روپیہ کے جوار کے کوپن ہوں گے جملہ (۶) حلقوں میں (۳۰۰۰) کوپن بتوسط صدر کمیٹی حلقہ تقسیم کئے جائیں گے اس کوپن کے حاصل کرنے والے کو بازار میں جو جوار کا نرخ ہے اس سے فی روپیہ ایک سیر جوار زیادہ دی جائے گی۔ یعنی کمیٹی کی طرف سے ماہانہ (۱۲۰۰۰) سیر جوار رعایتاً دی جائے اس کا صرفہ تقریباً ماہانہ (۳۰۰۰) روپیہ انجمن کی طرف سے برداشت کیا جائے گا۔ انجمن اپنے حلقہ داری کمیٹیوں سے متوقع ہے کہ یہ (۵۰۰) کوپن کی تقسیم مستحق ترین اشخاص کو کی جائے گی اور مستحقین کے تعین میں ہر خاندان کی مجموعی آمدنی اور افراد خاندان کی تعداد اور ضعیفی اور بیماری کی وجہ سے عدم صلاحیت کار کو پیش نظر رکھا جائے گا انجمن کو توقع ہے کہ اس سلسلہ میں حکومت سرکار عالی اور عوام کا تعاون عمل انجمن کے ساتھ ہوگا انجمن کو افسوس ہے کہ کمیٹی کی مالی حالت اس امر کی اجازت نہیں دیتی کہ (۶) حلقوں سے زیادہ انتظام کیا جاسکے دوران میں بھی (۵۰۰) سے زیادہ کی امداد ممکن نہیں۔ ہماری یہ کوشش ہے کہ اس سے بہت زیادہ اشخاص مستفید ہوسکیں لیکن یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ عوام ہمارا ہاتھ بٹائیں۔"

### تین دکانوں کا افتتاح

انجمن انسداد قلت و گرانی اجناس کے معتمد اعزازی اطلاع دیتے ہیں آج بوقت ۲ ساعت انجمن ہذا کی جانب سے اندرون گولی پورہ، اعظم پورہ، چوڑی بازار میں سستی جوار کی تین دوکانوں کا افتتاح مسز پدمجا نائیڈو کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ ان دکانوں سے چھ حلقوں کے ساکنین بذریعہ کوپن مستفید ہوسکیں گے۔

# ہندوستان کا مسئلہ لندن میں

(بقیہ سلسلہ صفحہ اول)

کی اسکیم کے چوکھٹے کے اندر پیش کی جائیں۔

### وزیر اعظم کی تقریر

مسٹر چرچل نے ۱۰ ستمبر ۱۹۴۲ء کو اپنی ایک تقریر میں اس اعلان کی توثیق کی تھی مسٹر چرچل نے کہا تھا کہ:۔

"حکومت برطانیہ کے اعلان کے وہ وسیع اصول جو کرپس کی تجاویز کے بنیاد تھے ان کو تاج برطانیہ اور پارلیمنٹ کی مسلمہ پالیسی تصور کرنا چاہئے۔ یہ اصول اپنی پوری وسعت و استحکام کے ساتھ قائم ہیں۔ کوئی شخص ان میں حذف یا اضافہ نہیں کرسکتا۔"

اسی طرح وائسرائے نے مرکزی مقننہ میں اپنی وداعی تقریر کے دوران میں کہا تھا۔

"میں نے پہلے بھی کہا ہے اور اب دوبارہ صاف الفاظ میں کہتا ہوں کہ حکومت کے ساتھ کامل اور مخلصانہ اشتراک عمل کا راستہ ان لوگوں کے لئے کھلا ہوا ہے جو اشتراک عمل چاہتے ہیں۔"

ان تمام بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ دوران جنگ میں کسی وقت بھی ہندوستان کا سیاسی مسئلہ حل کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ ہندوستان کی سیاسی جماعتیں متفقہ طور پر کرپس کی اسکیم دائرہ عمل کے تحت تجاویز پیش کریں کیا برطانوی وزیر معلومات کے اس اعلان سے جو کیوبک میں کیا گیا تھا سابقہ اعلانات مسترد ہو جاتے ہیں اور کیا پالیسی میں کوئی تبدیلی واقع ہوتی ہے؟ یہ سوال ہے کہ جو ہندوستان کے سیاسی حلقوں میں پوچھا جا رہا ہے۔ اس امر کی وضاحت ضروری ہے۔ (ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا)

# اٹلی نے ہتھیار ڈال دیے

(بقیہ صفحہ اول)

**اٹلی والوں سے خطاب**

جس وقت ریڈیو ... سے [illegible] نشر کی اس وقت [illegible] کی نشری تقریر ہو رہی تھی جس میں اطالوی عوام کو ان کی حکومت کے اعتراف شکست کی اطلاع دی گیا۔ [illegible] ... [illegible] اطالوی عوام سے کہا گیا تھا کہ اب ... جرمنوں ... اطالوی ... [illegible] ... جس بہت ... ہتھیاروں کی طاقت موجود ہے۔ اس [illegible] ... [illegible] ... کو جرمنوں کا مقابلہ ... [illegible] ... جرمن ... [illegible] ... ایک انتہائی اور بہادرانہ کوشش کرو۔ اٹلی والو! ... جرمنوں کا مقابلہ کرتے ... [illegible] ... اٹلی کی جنگ آزادی میں مدد دے سکتے ہو۔

**روزویلٹ کی رائے**

مسٹر روزویلٹ نے اٹلی کے اعتراف شکست کو اتحادی قوموں کی عظیم الشان فتح بتایا ہے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے کہا ہے۔

[illegible] ... جرمنوں کو اٹلی سے نکالنا ہے۔ ... [illegible] ... میں جنگ کرنا ہے۔

مسٹر روزویلٹ نے اطالوی اعتراف شکست کے موضوع پر اپنی ... نشری تقریر کے ... [illegible] ... وقت ... [illegible] ... کے وقت ... [illegible] ... کے ساتھ ... [illegible] ... ان کی ... تفصیل نہیں بتائی۔

**آئندہ ... میں ...**

[illegible] ... کی خبریں ... [illegible] ... کے ساتھ ... [illegible] ... اطالوی ... [illegible] ...

**جرمن ... کی اطالوی ...**

[illegible] ... ۹ ستمبر ... [illegible]

جنرل آئزن ہاور کی رات ایک نشری بیان میں جو اطالوی عوام کو اٹلی کی شکست کا حال سنا رہا تھا انہوں نے کہا اٹلی میں اطالوی فوجیں اب جرمنوں کو ... [illegible] ... جو اطالوی افواج ... [illegible] ... ہر قسم کی فوجی کارروائی ختم کر دیں۔ ... [illegible] ... جرمنوں کے حوالے نہیں کرنا چاہیے۔ اگر اطالوی غیر مشروط اعتراف شکست کی شرائط پوری نہیں کریں گے تو وہ سزا کے مستوجب ہوں گے۔

مشرقی وسطیٰ کی کمان نے یوگوسلاویہ کی اطالوی افواج کے نام بھی ایسا ہی ایک بیان نشر کیا۔

**ہندوستان کا حصہ**

لندن ۹ ستمبر۔ اخبار ٹائمز نے اٹلی کو شکست دینے والی اتحادی افواج کے مختلف حصوں کی کارگزاری پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے۔

ہندوستان نے سب سے پہلے اس مشہور جنرل کی قیادت میں ... جواب ... ہوتے جا رہا ہے۔ مغرب میں ... ہندوستانی فوجوں کے خلاف جنگ میں ... ایک خصوصی حق حاصل کر لیا۔ اور اس کی فوجوں نے فتح کے حصول میں ایک عظیم الشان حصہ لیا ہے۔

# انجمن انسداد قلت و گرانی کے سرپرست

حیدرآباد ۹ ستمبر۔ انجمن انسداد قلت و گرانی کے معتمد ... اطلاع دیتے ہیں کہ انجمن انسداد قلت و گرانی ... کے ایک وفد نے جو ... [illegible] ... نواب ... ڈاکٹر ... پنڈت ... [illegible] ... حضور ... میں باریاب ہو کر انجمن کی سرپرستی قبول فرمانے کی ... [illegible] ... نے شرف قبولیت بخشا۔ (ج پ)

احمدیہ پریس چارمینار میں طبع ہوکر باہتمام انجمن عثمانیہ اور دفتر ملکت سے شائع ہوا۔